**Name of the Scholar : Abdul Karim**

**Name of the Supervisor : Prof. Iraq Raza Zaidi**

**Name of the Department : Department of Persian, Faculty of Humanities & Languages**

**Title : Contribution of Qazi Najmuddin Ruswa Hari Puri to Persian Literature : A Study**

---

## ABSTRACT

**Keywords:** Persian, Purnea, Najmuddin, Ruswa, Karim

زیرنظر تحقیقی مقالہ بہ عنوان ''قاضی نجم الدین رسؔواہری پوری کی فارسی خدمات: ایک مطالعہ'' پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ تحقیق کا دائرہ اور جہت متعین کرنے کے لئے ابواب کی تقسیم بندی مندرجہ ذیل طریقہ سے کی گئی ہے۔

**باب اوّل: احوال وآثار قاضی نجم الدین رسؔواہری پوری۔** رسؔوا کا پورا نام قاضی نجم الدین احمد تخلص رسؔوا اور وطن ہری پوری (بھاگ طاہر) ہے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام قاضی منشی مہتاب الدین احمد ہے۔ آپ ۱۹۰۱ء میں صوبہ بہار کے ضلع پورنیہ، بلاک بیسی، تھانہ اموری کی مشہور ومعروف مردم خیز بستی ہری پوری (بھاگ طاہر) میں ایک ممتاز علمی، ادبی اور دینی خاندان میں پیدا ہوئے اور ۱۵/اپریل ۱۹۴۹ء کو مالک حقیقی سے جاملے۔ رسؔواہری پوری نے فارسی کی تمام مروجہ کتابیں مثلاً گلستان، بوستان، یوسف زلیخا، سکندرنامہ، بہاردانش، دیوان حافظ، قصائد خاقانی وعرفی اور کلیلہ ودمنہ وغیرہ گھر پر ہی اپنے والد بزرگوار اور اپنے بڑے بھائی قاضی منشی عبدالرحیم سے پڑھیں۔

تصنیف وتالیف کے سلسلے میں رسؔوا نے تین غیر مطبوعہ تصانیف بطور یادگار چھوڑی ہیں: (۱) کلیات نجم ہری پوری (۲) یادرفتگان اور (۳) کلید اردو

**باب دوم: پورنیہ کا تاریخی وسیاسی پس منظر۔** پورنیہ کی تاریخ میں مہابھارت کے عہد میں پانڈووں اور راجا ہرنا کشیپ اور نرسنگھ اوتار کے واقعہ کا ذکر ملتا ہے۔ ساتھ ہی تاریخی قدامت اور مذہبی اہمیت کے لحاظ سے متعلقہ کھنڈرات، قلعہ جات، ابھی تک پائے جانے والے قدیم مذہبی زیارتگاہوں کا بھی ذکر ہے۔ جس میں اندھاسوڑ، اسورگڑھ، بڑی جان گڑھ، بینوگڑھ، بھوانی پور، دھرہرا، ننھا اور کنھا گڑھ وغیرہ اہم ہیں۔ تاریخ کے اوراق اس بات کے شاہد ہیں کہ اس سرزمین پر کبھی موریہ خاندان، گپت خاندان، پال قوم، سینا قوم، بودھ خاندان کے راجاؤں نے یکے بعد دیگرے اس پر ہزارہا سال تک حکومت کی۔ اس کے بعد مسلم عہد کی تاریخ بھی نہایت تابناک رہی ہے۔ ملک بختیار خلجی نے اس ضلع پر سب سے پہلے قبضہ کیا۔ پھر کئی سو سال تک سلاطین دہلی اور صوبہ داران بنگالہ کے زیرنگیں رہا۔ ایک عرصہ تک فوجداروں کی حکومت رہی۔ ۱۷۷۰ء میں جب مسٹر ڈکرل نے پورنیہ کے آخری فوجدار کو معزول کر کے اس ضلع کی حکومت بہ حیثیت ڈسٹرک مجسٹریٹ سنبھالی تو یہ ضلع انگریزوں کے زیراقتدار آگیا۔ ہندوستان کی جنگ آزادی میں بھی اس ضلع کے لوگوں نے بھی دیگر مقامات کے مجاہدان آزادی کی طرح قربانیاں پیش کی ہیں۔

**باب سوم: پورنیہ کا علمی وادبی پس منظر۔** تحقیقی مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جس طرح یہ ضلع تاریخی قدامت اور سیاسی اہمیت کے ساتھ ساتھ علمی اور ادبی میدان میں بھی ایک نمایاں حیثیت کا مالک رہا ہے۔ ہندو عہد حکومت سے لے کر مسلم حکمرانوں کی حکومت تک علمی اور ادبی اعتبار سے مختلف زبان وادب جس میں سنسکرت، ہندی، فارسی، عربی اور اردو کو کافی فروغ ملا۔ اگرچہ انگریزی عہد حکومت سے یہاں کے باشندے انگریزی زبان وادب سے آشنا تھے تاہم عام لوگوں کو اس سے گہری دلچسپی نہیں تھی۔ جو پذیرائی ہندی اور فارسی زبان وادب کو میسر ہوئی وہ دوسرے زبان وادب کے حصے میں نہیں آسکی۔

علمی اورادبی پس منظر کے لحاظ سے اردو و فارسی کے اہم اور قابل ذکر شعراء وادباء پیدا ہوتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ شیخ کفایت سے شروع ہوکر خواجہ احمد خاں راسخ، جرأت، ندیم، عشرت، سرمست خاں مست، بھگوان داس تائب پورنیوی، امیر بیگم امیر، گلاب جان گلاب، نظیر، منشی امیرالدین، مہترعلی صبا، نورالحسین خاک، مولوی محمد عزیزالحق عزیز (کلیات عزیزی)، منشی مرادحسین یتیم کھپراوی، تمنا دلشاد پوری، مشتاق دلشاد پوری، مولانا یوسف رشدی ہری پوری، منشی محمد عمر علی عمر، مولانا محمد حفیظ الدین لطیفی رحمان پوری (دیوان لطیفی)، مولانا شرف الدین شرف ثم حفیظی (دیوان حفیظی)، مولانا رکن الدین دانا، سید ابوالقاسم اختر، سید حکیم آغا علی احقر، نورالحق نور (دیوان نور) سے گزرتا ہوا تہذیب احمد غافل، مولوی محمد وسلیمان سلمان، مولوی محمد عیسیٰ فرتاب اور مولوی عبدالوحید ثاقب تک پہنچتا ہے۔اس کے بعد بھی یہ ادبی سفر جاری ہے اور وفا ملک پوری، پروفیسر ابواجمل محمد طارق، پروفیسر احمد حسن دانش، پرفیسر اصغرراز فاطمی، مشتاق احمد نوری، رفیع حیدر انجم، شمس جمال، شمس جلیلی، شاہ اکرام الحق اکرم، راکیش وغیرہ سے رسوا ہری پوری تک پہنچتا ہے۔

**باب چہارم: قاضی نجم الدین رسوا ہری پوری کے معاصر شعرا۔** رسوا کے دور میں (۱۹۰۱ تا ۱۹۴۹ء) فارسی شعروادب کا چلن ہندوستان میں تقریباً ختم ہو چکا تھا۔لیکن اس خطہ میں اردو کے ساتھ فارسی میں بھی شعرگوئی کی روایت عام تھی۔ لہذا معاصر شعرا کے ضمن میں جن شعراء کو شامل کیا گیا ہے، مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) مولانا حفیظ الدین لطیفی رحمان پوری (۲) مہترعلی صبا پلاسمنوی (۳) احسان رسول پوری (۴) منشی مرادحسین یتیم کھپراوی
(۵) منشی تصدق حسین مشتاق دلشاد پوری (۶) منشی کرامت علی حسین تمنا دلشاد پوری (۷) عبدالمجید شیدا پلاسمنوی
(۸) مولانا محمد شرف الدین شرف و حفیظی (۹) حضرت مولانا محمد عابد چنڈی پوری (۱۰) محمد سلیمان سلمان پلاسمنوی
(۱۱) مولانا عیسیٰ فرتاب (۱۲) عبدالوحید ثاقب نعمانی (۱۳) قاضی جلال الدین جلال ہری پوری

**باب پنجم: قاضی نجم الدین رسوا ہری پوری کے کلام کا تنقیدی جائزہ۔** قاضی نجم الدین رسوا ہری پوری کے آثار وتخلیقات کا تعلق بیسویں صدی کے نصف اوّل سے ہے۔اس لئے ان کے کلام کی قدر و قیمت کا تعیّن فارسی زبان وادب کے ضمن میں اسی تناظر میں کیا گیا ہے جو قابل انصاف بھی ہے اور لایق شتایش بھی۔

قاضی نجم الدین رسوا ہری پوری نے اپنے مجموعہ کلام کا آغاز فارسی شاعری کی روایت کے مطابق خداوند قدوس کی حمد وثنا سے کیا ہے۔ان کنتم تحبّون اللہ فتبعونی یحببکم اللہ کے حسب اقتضاء رسوا حمد خدا کے بعد نعت رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم تحریر کرتے ہوئے بارگاہ رسالت میں عقیدتمندانہ اور والہانہ محبت کا اظہار نہایت سوز دل اور درد جگر سے کرتے ہیں جس سے قاری کے دل میں عجیب سی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔لیکن رسوا کا زیادہ تر کلام غزلیات پر مشتمل ہے۔جس میں کلاسیکی روایت کا آہنگ مجموعی طور پر موجود ہے۔ان کے کلام میں سلاست بھی ہے اور روانی بھی۔سبک خراسانی کی چاشنی بھی ہے اور سبک بازگشت کی شگفتگی بھی۔سوز و گداز میں سعدی کی جھلک اور مستی اور سرشاری میں حافظ کا تتبع، فقر وقناعت میں بیدل کا عکس، رسم شبیری وقلندری میں رومی کی بیقراری، شوخی وظرافت میں غالب کے احساس کا غلبہ اور حرکت وعمل میں فکر اقبال کی روش نمایاں ہے۔

**ہر کہ عاشق سوخت او اسبابِ صبر و ہوش را**
**در دلِ عشّاق داغِ عشق ہمچو اخگر ست (۱)**

حوالہ: ا۔ارمغان قاضی نجم ہری پوری، ص ۱۷۱۔